رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

چندہ غیر ممالک سے

سالانہ پیشگی

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

فہرست مضامین

جلد ۶ | ۹-نومبر ۱۹۱۸ء | شنبہ | ۴ صفر المظفر ۱۳۳۷ھ | نمبر ۳۵

مدینۃ المسیحؑ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو ۴ تاریخ جو مسہل دیا گیا تھا۔ اس کی وجہ سے ۵۔ تاریخ ضعف کا سخت دورہ ہوگیا جو تقریباً دو گھنٹے رہا۔ ۶۔ تاریخ بھی دورہ ہوا۔ مگر خدا کے فضل سے چند منٹ کے بعد آرام آگیا ۷۔ تاریخ دن بھر طبیعت اچھی رہی۔ بخار بھی کم ہوا رات کو نیند بھی آگئی۔ لیکن ۸۔ تاریخ بوجہ قبض کے بخار کل کی نسبت کچھ زیادہ تیز ہوگیا۔ احباب دعا فرمادیں کہ خدا تعالیٰ حضور کو صحت بخشے۔

میر محمد اسحٰق صاحب کو خدا کے فضل سے پہلے کی نسبت بہت آرام ہے اور صحت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔

شرائط بیعت سلسلہ احمدیہؑ

اوّل بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے۔ کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا۔ اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا۔ بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ میں تیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا۔ اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو

بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی و عاجزی و خوش خلقی اور حلیمی سے زندگی بسر کریگا۔ **ہشتم** یہ کہ دین اور دین کی عزّت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ عزیز سمجھیگا۔ **نہم** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہانتک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ **دہم** یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو ⁂

اخبار احمدیہ

جناب مفتی صاحب کا خط

برادران کرام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

انسانی زندگی بھی عجائبات سے پُر ہے۔ کہاں قادیان اور کہاں انگلستان کبھی وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ کہ میرا کمزور جسم اتنے سمندروں کا سفر طے کرتے ہوئے انگلستان پہنچیگا۔ میں نے عربی پڑھی۔ مگر مولویوں میں میں مولوی نہ تھا۔ میں نے انگریزی پڑھی۔ مگر انگریزی خوانوں میں میں انگریزی خوان نہ تھا۔ مگر اللہ کے راز اللہ ہی جانے وہ چاہے تو ذرّے سے پہاڑ کا کام کرائے اور قطرے کو سمندر بنا دے۔ میں نے وطن چھوڑا۔ ملازمت سرکاری سے استعفےٰ دیا۔ قادیان میں جھونپڑا بنا کر بیٹھ گیا۔ اس دن کے انتظار میں جب ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر ہو۔ اور مسیح کے قدموں میں قبر کی جگہ مل جائے ہر جنازہ جسپر مسیحؑ اور اسکے خلفاء نے نماز پڑھی میرے لئے جائے رشک تھا۔ اور ہر قبر کو میں چاہتا تھا کہ میری قبر ہوتی۔ پر یہ میرے خیال کی باتیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔ کہ ہنوز مجھ سے اپنے دین کی خدمت کے لئے کچھ کام لے۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ کچھ دینی خدمت کا کام میری طرف منسوب کیا جائے ہندوستان سے اٹھا انگلستان آ بٹھایا۔ جس نے کبھی انگریزی میں ایک لیکچر نہ دیا تھا۔ اُسے رات دن انگریزوں کے ساتھ بحث اور گفتگو کرنے اور ان کے درمیان کھڑے ہو کر تقریریں کرنے کا کام سپرد کیا گیا۔ جو گرمیوں میں بھی عموماً کمرے کے اندر سونے کا عادی تھا۔ اُسے سرد سے سرد ملک میں رہنے کا حکم ہوا۔ یہ خلافت ثانیہ کے فیوض کا کرشمہ ہے کہ نالائق لائق بن رہا ہے۔ اور نابکار کار آمد ہو رہا ہے۔ ورنہ من آنم۔ کہ من دانم ⁂

ڈاک ہندوستان انتظار کے بعد ۱۰۔ستمبر ۱۹۱۸ء کو ملی جس میں خطوط ہند ۱۴ اور ۲۴ جولائی کے درمیان کے ہیں یکم تا ۱۴۔جولائی کے درمیان کا کوئی خط نہیں ملا۔ جو احباب اپنے محبت ناموں سے خوشوقت کرتے ہیں۔ ان کا مشکور ہوں۔ ڈاک کے ملنے پر دو رکعت نماز پڑھکر دعائیں کی گئیں ⁂

ولایت میں تبلیغ

مکرمی قاضی عبداللہ صاحب بی۔اے اپنے تازہ خط میں تحریر فرماتے ہیں:-

"نیو کاسل والا لیکچر جو ۲۰/۸ کو تھا خصوصیت سے نہایت کامیاب ہوا۔ ایک لیڈی نے اسلام قبول کیا۔ آمنہ نام رکھا گیا۔ اور تین جنٹلمینوں نے تصدیق فارم پر دستخط ثبت کر دیئے۔

اسکے بعد ساوتھ شیلڈ۔ نارتھ شیلڈز۔ ہیگس وڈین بھی لیکچر ہوئے **اول الذکر مقام میں تین ہندی اور ایک عرب سلسلہ حقہ** میں داخل ہوئے۔ اور ایک لیڈی نے اعلان اسلام کیا۔ الحمد للہ

ماریشس میں مقدمہ مسجد

مسجد روز ہل جس میں جماعت احمدیہ نماز ادا کرتی ہے۔ مخالفین نے اسکے متعلق عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا ہے اور نامی وکلاء کو پیروی کے لئے منتخب کیا ہے۔ جماعت احمدیہ بھی پورے جوش سے کام کر رہی ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ ہمارے احباب کو کامیابی عطا فرمائے ⁂

سینٹ پیر کی مسجد کا امام

گذشتہ سال سینٹ پیر کی مسجد کے امام نے احمدیوں کے اس مسجد میں نماز ادا کرنے پر فساد برپا کیا تھا ابھی ایک سال پورا نہیں گذرا کہ وہ پیش امام پاگل ہو گیا اور اب پاگل خانہ میں ہے یہ عبرت کا نمونہ اسوقت خدا تعالیٰ نے دکھایا جب مخالفین نے مسجد روز ہل کا جھگڑا شروع کیا۔ ان فی ذٰلک لعبرۃ لاولی الالباب ماریشس کی جماعت ماشاء اللہ بڑے خلوص کے نمونے پیش کر رہی ہے فرنچ اخبارو ٹریکٹس وغیرہ مفت تقسیم کر کے خلق خدا کو فائدہ پہنچا رہی ہے ⁂

اعلان نکاح

مولوی مطیع الرحمٰن صاحب کا نکاح ۲۷۔اکتوبر کو ہمشیرہ مولوی مبارک علی صاحب بی۔اے بی۔ٹی سے مولٰنا سید عبدالواحد صاحب ٹرینیڈاڈ نے پڑھا۔ خدا مبارک کرے ⁂

درخواست دعا

مرزا حسام الدین احمد صاحب (لکھنؤ) کھانسی و بخار میں اور محب الرحمٰن صاحب سب پوسٹماسٹر ڈھلوان جنگی بخار میں علیل ہیں انکی صحت کے لئے دعا کیجائے ⁂

نماز جنازہ

ہمشیرہ مولا بخش صاحب (ڈیرہ رانجھا) منشی عزیز احمد صاحب (لکھنؤ) والد برکت اللہ صاحب ۴۸۷؟ (سمندری) دختر عبید اللہ صاحب (لاہور) ضیاء اللہ ابن ثناء اللہ صاحب (پھلوری) والدہ میاں خدا بخش صاحب (مریح) شیخ نصیر احمد صاحب (انبالہ) محمد قاسم صاحب (بیگووالہ) زوجہ حافظ غلام محمد (دھیرکے کلاں) دختر عزیز احمد صاحب (رجاولی) زوجہ حافظ فقیر محمد صاحب (منڈی سنگت) میاں غلام نبی صاحب بریہ والہ ضلع گجرات کی ہمشیرہ بیگم بی بی جو ایک مخلص احمدی تھی فوت ہوگئی ہے۔ نیز سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب بمبئی کی اہلیہ صاحبہ بھی فوت ہوگئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحومین کا جنازہ غائب پڑھیں اور پسماندگان کے لئے دعائے صبر کریں ⁂

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۹- نومبر ۱۹۱۸ء

چلے سب جاؤ گے اِک حشر تو اب ہے

انفلوئنزا جو وبا اکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس نے اس زور شور سے تباہی اور ہلاکت کا بازار گرم کر رکھا ہے کہ ہر طرف سے الاماں الاماں کی صدا آرہی ہے۔ کوئی علاقہ اور اس کا کوئی شہر یا قصبہ ایسا نہیں جہاں یہ نہ پہنچی ہو۔ اور پھر کوئی گھر اور کوئی کنبہ ایسا نہیں جو اس کے اثر کر محفوظ رہا ہو۔ چھوٹے سے چھوٹے گاؤں اور دیہات ہیں جہاں کی آبادی صرف تین چار سو نفوس پر مشتمل ہے بارہ بارہ اور پندرہ پندرہ اموات روزانہ ہو رہی ہیں جنہیں پڑھ کر جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے جلال اور جبروت کا ایسا ثبوت مل رہا ہے۔ کہ کسی غافل سے غافل اور لاپرواہ سے لاپرواہ انسان کو بھی اس کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بیماری اس زور شور اور اتنی کثرت کے ساتھ ہر جگہ اور ہر مقام پر پھیل رہی ہے۔ اور اس قدر خوف و ہراس کا موجب بن رہی ہے۔ کہ اس سے پہلے آج تک کسی وبا اور کسی بیماری کی وجہ سے ایسا نہیں ہوا آج تک اگر کوئی سب سے زیادہ خطرناک اور تباہی خیز وبا سمجھی گئی ہے۔ تو وہ طاعون ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس وقت تک طاعون نے ہلاکت اور بربادی کے ایسے بھیانک اور ڈراؤنے نظارے پیش کئے ہیں کہ جن کی وجہ سے اسے جس قدر بھی خطرناک اور نقصان رساں قرار دیا جائے درست ہے۔ لیکن آج کل جو بیماری پھیلی ہوئی ہے اس نے طاعون کو بہت پیچھے پھینک دیا ہے۔ چنانچہ روزانہ پیسہ اخبار طاعون کے ساتھ اس کا مقابلہ کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ:۔

"انفلوئنزا اس تیزی سے پھیل رہا ہے۔ کہ طاعون اس کے گرد کو بھی نہیں پہنچتا"

اور پھر صرف ہندوستان ہی کے ہر علاقہ اور ہر گوشہ میں یہ نہیں پھیلا ہوا۔ بلکہ یورپ کے بڑے بڑے ممالک میں بھی بڑی شدت کے ساتھ اس کے پھیلنے کی خبریں آرہی ہیں۔ چنانچہ ۲۹- اکتوبر کی لنڈن کی تار خبر مظہر ہے۔ کہ انفلوئنزا تمام جرمنی میں پھیل رہا ہے۔ جس سے بے انتہا اموات ہو رہی ہیں۔ کوپن ہیگن کے تار سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ناروے میں بھی انفلوئنزا کی ایسی ہی کثرت ہے۔ اس کے بعد کی ۳۰- اکتوبر کی تار خبر مظہر ہے۔ کہ "لنڈن اور آئرلینڈ کے ہر حصہ میں جنگی بخار پھیلا ہوا ہے۔ اور برابر بڑھ رہا ہے بعض اسکول بند کر دیئے گئے ہیں۔ اسکی انسدادی تدابیر سوچی جا رہی ہیں"

ان خبروں سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ بیماری کس قدر ہمہ گیر اور کتنی وسعت پذیر ہے۔ اور اس نے سب طرف پھیل کر کیسی خطرناک آگ لگا دی ہے۔ اور اس کی وجہ سے کیسے تباہی خیز نتائج نکل رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں طاعون ایک معمولی بیماری اور کم خطرناک وبا خیال کی جانے لگی ہے۔ اور اس موجودہ آفت سے ساری دنیا حیران اور پریشان ہو گئی ہے

اب غور کرنے کا مقام اور سوچنے کی جگہ ہے۔ کہ دنیا پر ایک سے ایک بڑھ کر مصیبت کا آنا۔ اور ایسے ہیبتناک رنگ میں آنا کہ پہلی مصیبت اس کے مقابلہ میں ہیچ ہو جائے کس بات کا ثبوت ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اہل دنیا سے خوش ہے ان کے اقوال و افعال سے راضی ہے۔ ان کے عادات و حالات کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھ رہا ہے۔ یا یہ کہ خدا تعالیٰ ان سے ناراض ہے۔ ان کے موجودہ طریق عمل سے ناخوش ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا ثبوت ہے۔ اور وہ غضب کی آگ کو زیادہ تیزی اور زور کے ساتھ بھڑکا کر اپنے روز بروز زیادہ ناراض اور ناخوش ہونے کا پتہ دے رہا ہے۔

پہلے جب خدا تعالےٰ نے طاعون کے رنگ میں اپنی ناراضگی اور غضب کا دنیا میں اظہار کیا تو اکثر لوگوں نے یہ کہکر اپنی غفلت شعاری اور ناعاقبت اندیشی پر مہر لگا دی۔ کہ یہ ایک پرانی بیماری ہے۔ جو پیشتر ازیں بھی کئی بار رونما ہو چکی ہے۔ اور اس وجہ سے اسے خدا کا غضب سمجھ کر اپنی اصلاح کی ضرورت نہ سمجھی۔ بلکہ دن بدن خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور اسکے احکام سے لاپرواہی کا اظہار کیا گیا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ اس سے بڑھکر خوف و ہراس پیدا کرنے والی آفت اور تباہ و برباد کرنے والی مصیبت آتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اب وہ بیماری رونما ہو گئی ہے۔ کہ جس نے چند ہی دنوں میں طاعون سے بڑھکر اپنی ہیبت کا سکہ بٹھا دیا ہے۔ اور اسکی حقیقت اور ماہیت ایسی نہاں اور پوشیدہ ہے۔ کہ اس کا نام ہی "پراسرار بیماری" قرار پا چکا ہے۔ یہ بیماری جب پہلے پہل یورپ کے ایک ملک ہسپانیہ میں پھوٹی تو مندرجہ ذیل الفاظ میں اسکی اطلاع دنیا میں شائع ہوئی کہ:۔

"ہسپانیہ کی رعایا میں سے ۳۰ فیصدی آدمی ایک ایسی وبائی بیماری کا شکار ہو رہے ہیں جسکی حقیقت و ماہیت ابتک معلوم نہیں ہوئی ہے"

پھر اب جبکہ یہی بیماری ہندوستان میں آئی۔ اور سب سے پہلا حملہ اس کا بمبئی میں ہوا ہے۔ تو وہاں کے بڑے بڑے مشہور و معروف ہندوستانی اور یورپین ڈاکٹروں نے اس کے متعلق ایک جلسہ کیا۔ جس میں بڑی لمبی چوڑی تقریروں کے بعد ایک ریزولیوشن گورنمنٹ کی خدمت میں بھیجنے کے لئے پیش کیا گیا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ گورنمنٹ ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم کرے۔ جسمیں ہندوستانی اور یورپین ماہران فن ڈاکٹر ہی شامل ہوں۔ جو اس بیماری کی نسبت تحقیقات کریں۔ لیکن ایک ڈاکٹر صاحب نے اس ریزولیوشن کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔ کہ جب فرداً فرداً ڈاکٹر اور سائنسدان اس مرض کی تحقیقات میں قاصر رہے ہیں۔ تو انکی کمیٹی کیا کر سکے گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا۔ کہ ۶۰۰۰ جرمن سائنسدان باوجود بہت بڑی تحقیقات کے اس مرض کا کچھ بھی کھوج نہیں لگا سکے۔ پس جب ہم خود فیصلہ نہیں کر سکے۔ تو گورنمنٹ ہمیں کیا مدد دے سکے گی۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ تا حال بڑے بڑے ڈاکٹروں

سائنسدانوں کو بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ یہ کیا آفت ہے۔ اور اسکی کیا حقیقت ہے۔ ڈاکٹروں کے علوم اور قابلیتیں اس کا پتہ لگانے سے عاجز ہیں۔ اور سائنسدانوں کے تجربے اور لیاقتیں اسکی نوعیت معلوم کرنے کے ناقابل ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دنیا پر نئی نئی قسم کی آفات بھیجکر اسے بیدار کرنا اور ہوش میں لانا چاہتا ہے۔ اب اہل دنیا کے لئے دو ہی راستے ہیں۔ یا تو وہ خدا تعالیٰ کے آگے جھک جائیں اور ہر قسم کے گندوں اور پلیدیوں کو ترک کرکے اس کے فرمانبردار بندے بنجائیں۔ یا صفحۂ عالم سے مٹ جائیں اور اپنے ناپاک جسموں سے خدا کی زمین کو خالی کردیں۔ کیونکہ اب وہ وقت آگیا ہے۔ جبکہ خدا کے غضب کا سیلاب ہر چہار طرف سے امنڈ آیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے لوگوں کے گناہوں اور بداعمالیوں پر بڑا عفو اور درگذر کیا۔ انہیں اپنی اصلاح کے لئے بہت ڈھیل اور مہلت دی۔ اور ان کی خاطر اپنے ایک برگزیدہ حضرت مرزا صاحب کو مبعوث فرمایا۔ جس نے بڑے زور کے ساتھ بار بار انہیں آگاہ کیا۔ کہ اپنی اصلاح کرو۔ ورنہ خدا کا غضب بھڑک کر تمہیں تباہ کردیگا۔ لیکن انہوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ اور اپنی اصلاح کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی۔ دیکھو خدا تعالیٰ کے اس فرستادہ نے کیسے کھلے الفاظ میں بتایا تھا کہ:۔

"میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ توبہ کرو کہ زمین پر اس قدر آفات آنے والی ہیں کہ جیسے کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ آندھی آتی ہے۔ اور جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں ہوا کہ پہلے تھوڑے تھوڑے نشان دکھلائے گئے اور آخر وہ نشان دکھلایا گیا۔ جس کو دیکھ کر فرعون کو بھی کہنا پڑا کہ آمنت انہ لا الٰہ الا الذی آمنت بہ بنوا اسرائیل۔ خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کرے گا۔ اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے۔ یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائے گا۔ جو قیامت کا نمونہ ہے۔ تب ہر قوم میں ماتم پڑے گا۔" حقیقۃ الوحی ص ۱۹۴

پھر آپ نے اسی کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ میں تصریح کی کہ:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی۔ کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے۔ ان سب کی اصلاح کے لئے مامور ہوں۔ پس میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں ہیں۔ بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لیگی۔ اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت حصے تباہ ہو چکے ہیں یہی گھڑی کسی دن یورپ کے لئے درپیش ہے۔ اور پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے۔ جو شخص زندہ رہے گا۔ وہ دیکھ لیگا۔"

حقیقۃ الوحی صفحہ مذکور

یہ ہم نے صرف ایک مقام کے الفاظ پیش ہیں۔ اسی طرح سے متعدد مقامات پر آپ نے دنیا کو آنیوالے مصائب اور آفات سے آگاہ کیا۔ لیکن غافل دنیا نے کوئی پروا نہ کی۔ اسلئے ضروری ہوا کہ نئی نئی آفات ظاہر ہو کر دنیا کو قیامت کا نمونہ بنادیں۔ اور ہر قوم میں ماتم برپا کردیں۔ چنانچہ جن کی آنکھیں ہیں وہ دیکھ لیں۔ اور جن کے کان ہیں۔ سن لیں کہ اب ایسا ہی ہو رہا ہے اور ایک سیلاب ہلاکت چاروں طرف پھیل رہا ہے۔ کاش اب بھی لوگ ہوش سے کام لیں اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اس خدا کو راضی کرلیں۔ جسکے آگے جھکنے سے ہر قسم کے مصائب اور آلام سے نجات مل سکتی ہے۔ اور خوب اچھی طرح سن لیں کہ:۔

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

احمدی ماں باپ کی اولاد احمدی ہے

۵۔ اکتوبر کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں یہ [illegible] دیا گیا ہے۔ کہ جب تک کسی احمدی کا لڑکا یا لڑکی بلوغت کو پہنچکر احمدیت کا انکار نہ کرے۔ وہ احمدی ہی سمجھا جائیگا۔ اور اس سے احمدیوں کا سا ہی معاملہ ہوگا۔"

اس کے متعلق ایڈیٹر پیغام صلح جسے قدرت نے ایک خاص قسم کا دماغ دیا ہوا ہے لکھتا ہے۔ کہ:۔

"میاں صاحب کا یہ اعلان اس قابل ہے۔ کہ خاص غور اور توجہ کے ساتھ پڑھا جائے۔ کیونکہ اس میں انہوں نے ایک ایسے امر کا اظہار کیا ہے۔ جس کے بطلان کے لئے وہ آجتک کمربستہ رہے۔"

پیغام صلح کی یہ ایسی صاف اور صریح کذب بیانی ہے۔ کہ جس کے متعلق کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ کیا وہ بتا سکتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کب اور کہاں اس امر کا بطلان کیا ہے۔ جس کے متعلق ۵۔ اکتوبر کے الفضل میں اعلان شائع ہوا ہے۔ اگر کہیں نہیں۔ تو پیغام کو اس غلط بیانی پر شرم کرنا چاہئیے۔ باقی رہا حضرت خلیفۃ المسیح کے جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی کو غیر احمدی لکھنے پر یہ دریافت کرنا کہ:۔ "آیا میاں صاحب بتا سکتے ہیں۔ کہ خلیفہ رشید الدین کی صاحبزادی نے کبھی احمدیت سے انکار کیا۔ کیا میاں صاحب کے پاس وہ اشتہار موجود ہے۔ جس میں اس نے باپ کے مذہب کی مخالفت کا اعلان کیا ہو۔" سخت نادانی اور جہالت کی بات ہے۔ کسی بات سے انکار کرنے کا طریق صرف اشتہار کا شائع کرنا ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ اور بھی طریق ہیں۔ لیکن پیغام اپنی نادانی کا ثبوت دیتے ہوئے اشتہار کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور نہیں سمجھتا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو جناب ڈاکٹر صاحب کے خاندان سے ایسا قریبی تعلق ہے۔ کہ آپ نے جو کچھ لکھا پوری واقفیت اور صحیح معلومات کی بنا پر لکھا ہے۔ افسوس یہ لوگ عداوت اور بغض میں اسقدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ عقل کو بھی جواب دے بیٹھے ہیں۔

مولوی محمد احسن صاحب اور سامری

(از جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی)

مولوی محمد احسن کی ناپاک سعی

۲۵ ستمبر ۱۹۱۶ء کے پیغام میں مولوی محمد احسن کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک الہام کے متعلق مولوی محمد احسن صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے سیدنا و مولینا حضرت فضل عمر خلیفۂ ثانی کو سامری قرار دینے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ مولوی صاحب کی طرف سے ایسی ناروا باتوں کا پیش ہونا جوان کے علم اور عقل کے سلب ہونے پر کافی دلیل اور بقول ان کے ان کی ارذل عمر کا صریح نتیجہ ہے۔ بجز اس کے نہیں کہ مولوی صاحب موصوف مغلوب الغضب اور مسلوب الحواس ہو کر مبایعین کے دلوں کو بے وجہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا انہی مولوی صاحب نے حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جالوت قرار دینے کے لئے ایک مضمون لکھکر شائع کیا تھا۔ جس کے جواب میں بفضلہ تعالیٰ مدلل ثابت کیا گیا تھا کہ مولوی صاحب خود ہی جالوت کے بروز ہیں۔ اب مولوی صاحب کی کوشش ہے۔ اور محض بے سود کوشش۔ کہ حضرت ممدوح کو سامری کی مماثلت میں پیش کریں۔ اور اس سے اپنی شقاوت اور قساوت قلبی کا اظہار کریں۔ لیکن وہ مبارک اور برگزیدہ انسان کہ جسے حضرت مسیح موعودؑ کی وحی میں حضرت احکم الحاکمین کی طرف سے محمودؓ۔ بشیر۔ فضل۔ فضل عمر وغیرہ تعریفی ناموں سے یاد کیا گیا۔ وہ کسی حاسد۔ بدخواہ اور بداندیش دشمن کی بے حیا مذمت اور ہجو سے مذموم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خدائے علیم حکیم کے علم میں چونکہ بعض سیاہ باطنوں اور بداندیشوں کی طرف سے یہ فتنہ برپا ہونا تھا۔ کہ انہوں نے مخالفت اور شرارت سے اس طرح کے حملے کرنے تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب اور محمودؓ بندہ کو حضرت مسیح موعودؑ کی وحی میں پہلے سے ہی ایسے تعریفی الفاظ سے یاد فرمایا۔ کہ جو ذب کے طور پر مخالفین کے اعتراضات اور انکی ہجو و مذمت کا کامل جواب ہیں۔ اور جن سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی ان تمام الزامات سے بریت ثابت ہوتی ہے۔ پس وہ جسے کسی شخص کسی الزام اور مذمت سے مذموم ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ خدا کا محبوب محمودؓ ہو کر کسی کے کہنے سے مذموم کیسے ہو سکتا ہے۔ اور جسے خدا نے بشیر کہا وہ کسی کے کہنے سے دین کے لئے مضر کیسے ہو سکتا ہے۔ اور وہ جو خدا کے ہاں سے فضل ہو کر آیا۔ تا سلسلہ حقہ کی ترقی کا موجب ہو اسے تنزل کا باعث قرار دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اور پھر جسے خدا نے فضل عمر قرار دیکر خلافت ثانیہ کے فاروقی منصب پر کھڑا کر کے فاروق ثانی ثابت کر دیا۔ وہ روشن کے لعن طعن سے قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور جسے خدا نے فخر رسل کے خطاب سے مشرف کیا ہے اس کا طریق اور اس کا طرز تبلیغ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے سعی کرنا غلط اور خلاف صواب نہیں ہو سکتا ؂

اب جس پاک انسان کو حضرت احکم الحاکمین کی طرف سے اس طرح کے عزت کے خطابات حاصل ہو چکے ہوں اسے کسی بندہ ہوا کی بیہودہ سرائی کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ خدا کی دی ہوئی عزت کو کوئی نہیں جو کھو سکے۔ اور نہ ہی دنیا کی مخالفت کا دھواں وہ چیز ہے جو حقیقت کے سورج کو چھپا سکے۔ بلکہ تھوڑی دیر تک وہ خود ہی دیکھتے دیکھتے نابود اور ناپدید ہو جاتا ہے ؂

غیر مبایعین حضرت مسیح موعود کی وحی کے مکذب ہیں

غیر مبایعین پر اور بالخصوص مولوی محمد احسن صاحب پر ہمیں سخت ہی افسوس ہے کہ انہوں نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی مخالفت میں حضرت مسیح موعودؑ کی وحی کی بھی عملاً تکذیب اختیار کی اگر حضرت مسیح موعودؑ کی وحی کی ان کے دل میں کچھ بھی عزت اور وقعت ہوتی۔ تو وہ اس طرح سے خدا کی اس وحی کی کہ جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو محمودؓ۔ بشیر۔ فضل۔ فضل عمر۔ فخر رسل وغیرہ تعریفی ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ تذلیل نہ کرتے۔ اور نہ ہی حضرت صاحبزادہ صاحب کی مخالفت کے لئے انہیں یہ جرأت ہوتی۔ ادنیٰ سے ادنیٰ تقوےٰ کی حالت کا مقتضاء بھی یہ ہونا چاہئیے تھا۔ کہ ارشاد ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوى القلوب کے ماتحت حضرت صاحبزادہ صاحب کی جو شعائر اللہ سے ہیں۔ ادب اور تعظیم کی جاتی۔ لیکن چونکہ۔ یہ دستور ہے کہ ایک بدی دوسری بدی کیلئے محرک اور ممد ہوتی ہے۔ اس لئے پیامیوں نے پہلے حضرت صاحبزادہ کی مخالفت کی۔ پھر آپ کی مخالفت کے ضمن میں انہیں حضرت مسیح موعودؑ کی وحی اور آپؑ کی شان نبوت کی مخالفت کو بھی اختیار کرنا پڑا۔ اور اس طرح سے ترقی کرتے ہوئے پھر قرآن و اسلام کی مخالفت تک بھی نوبت پہنچ گئی۔ اور اس طرح سے ایک گروہ جو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے سے آسمانی ہو چکا تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی عداوت اور مخالفت سے حسب الہام مظہر الاعلام۔ من عادی لی ولیا فکانما خر من السماء آسمان کی بلندی سے زمین کی پستی پر گرا۔ اور مبایعین سے غیر مبایعین ہو کر احمدیت کی حقیقت سے دور جا پڑا۔ ونعم ما قیل ؂

ان السموم لشر ما فی العالم
شر السموم عداوۃ الصلحاء

مولوی محمد احسن کے خیالات پراگندہ

اس ضروری تمہید کے بعد اب ہم مولوی محمد احسن صاحب کی ہر تفسیر پر نظر کرتے ہیں۔ جو انہوں نے الہام یأتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ کے متعلق تحریر فرمائی ہے۔ اور جس میں انہوں نے حضرت سیدنا فضل عمر کو سامری قرار دینے کی بے سود کوشش کی۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ "اس فتنہ کا سرغنہ جماعت احمدیہ میں سے ہی بلکہ حضرت کا ایک خاص فرزند ہے جس کو جملہ یأتی علیک الخ صراحت سے بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ لفظ علی اکثر

ضرر کیلئے آتا ہے .... یہاں پر بھی یہ بات موجود ہے۔ نہ مولوی نورالدین صاحب کے مذہب کو مانا جاتا ہے۔ اور نہ حضرت مسیح موعودؑ کے مذہب کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ بلکہ سخت تحقیر کی جاتی ہے۔ اور سر تا پا مخالفت ہے۔ پس یہ الہام مذکورہ واقع ہوچکا ہے اور ہو رہا ہے۔ اور چونکہ علیٰ کا استعمال اکثر اور حقیقۃً ضرر ہی کے واسطے آتا ہے۔ تو یأتی علیک الخ بھی ٹھیک ہوگیا۔ کہ سلسلہ مسیح موعودؑ کو اس عجل نے بہت ضرر پہنچایا۔ کہ اکثر جماعت گمراہ ہوگئی۔ .. .. جیسا کہ سامری کو اپنے لئے بیعت کرنیکا شوق تھا۔ اور خلافت اور بیعت لینے کا بڑا ذوق تھا۔ ایسے ہی حالات یہاں مشاہدہ ہو رہے ہیں۔ وہ بھی اس فتنہ کے سبب سے جنگل کو بھاگ گیا تھا۔ یہاں بھی ڈلہوزی کے جنگل کو اختیار کیا گیا وہاں بھی جھوٹا دعویٰ کشف کا تھا۔ یہاں پر بھی یہی جھوٹے الہام و کشوف کاذب کئے گئے۔ جو ان کے رسالوں میں چھپے ہوئے موجود ہیں" پھر دوسری جگہ کہتے ہیں۔ "برخوردار یعقوب نے آج مجھ کو الحکم دکھلایا۔ جو اس کو کہیں سے مل گیا تھا۔ بوقت رخصت ہونے کے قادیان سے دوبارہ اعلان کیا گیا ہے۔ جس کے بعینہ یہ الفاظ ہیں۔ کہ چونکہ مجھ کو تکلیف ہے اس لئے کوئی میرے قریب نہ آوے۔ اس اعلان کے سننے کے بعد طبیعتیں ملول ہوگئیں۔ یہی مضمون فتنہ موسوی زمانہ کی نسبت کشاف میں لکھا ہے۔ زیر جملہ لامساس کے" ✤

مولوی صاحب نے اپنی اس تفسیر میں قرآنی آیات اور قرآن کریم کی بعض تفاسیر سے جو جو مقامات سامری کی مذمت اور اس کے حق میں بطور وعید کے لکھے ہیں۔ ان کو خواہ مخواہ حضرت صاحبزادہ صاحب پر چسپاں کیا ہے۔ ہم نے مولوی صاحب کی تفسیر کو بصورت اختصار بطور نمونہ کے یہاں نقل کیا۔ جو صاحب مفصل طور پر دیکھنا چاہیں۔ وہ پرچہ مذکورہ بالا کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس تفسیر کے متعلق پہلے ہم یہ گوش میں لیتے ہیں۔ کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ کے الہام یأتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ میں ایسے دلائل اور قرائن پائے جاتے ہیں۔ جن کی رو سے فی الواقع حضرت صاحبزادہ صاحب کا مثیل سامری ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یا زیغ قلب کے سبب سے محض عداوت کی بنا پر ایسی غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے ✤

یأتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ کے کئی پہلو

الہام "یأتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ" کا صرف یہ مطلب ہے۔ کہ تجھ پر ایک زمانہ حضرت موسےٰؑ کے زمانہ کی طرح آئے گا جس میں اس بات کی تفصیل نہیں دی گئی۔ کہ آپ پر حضرت موسیٰؑ کے کسی زمانہ کی مماثلت کا زمانہ آنے والا ہے۔ آیا حضرت موسےٰؑ کے سارے زمانہ کا جو حیات اور بعد الموت کا زمانہ ہے۔ یا صرف حیات کا زمانہ یا صرف بعد الممات کا۔ پھر حیات کا زمانہ ہے تو اس میں سے کس واقعہ اور کس حالت کے زمانہ کو مماثلت میں پیش کیا ہے۔ اور بعد الممات کا ہے۔ تو اس کے کس واقعہ اور کس حالت کے زمانہ کی مماثلت مطلوب ہے اب ان کئی پہلوؤں کے ہوتے ہوئے مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے لئے وہ زمانہ تجویز کیا ہے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات کا زمانہ ہے۔ اور پھر حیات کے زمانہ سے اس واقعہ کا زمانہ جو سامری کے فتنہ کا زمانہ ہے ✤

مولوی احسن صاحب کی بیہودہ سرائی کی کئی طریق ہیں

مولوی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کو سامری قرار دیکر آپکے طرز عمل کو سامری کا فتنہ ٹھیرایا ہے جو کئی طرح سے غلط ہے (۱) اسلئے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب مسیح موعودؑ کی وحی کے رو سے خدا تعالےٰ نے مصلح موعود قرار دئے ہوئے ہیں جنہیں سامری کی مماثلت میں پیش کرنے سے مذموم قرار دینا حضرت مسیح موعودؑ کی وحی کی تکذیب ہے آپ کی تکذیب اور اللہ تعالےٰ کی ذات کی توہین اور صریح کفر ہے۔ علاوہ اس کے حدیث **یتزوج و یولد لہ** کی بھی تکذیب۔ اور اس سے آنحضرت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے حضرت مسیح موعودؑ کی موعود اولاد کی بشارت دیکر **لہ** کے لام افادہ سے مسیح موعودؑ کی اولاد کو آپ کے مقاصد کی پیروی کے لحاظ سے مفید قرار دیا ہے نہ مضر۔ جس کی رو سے مسیح موعودؑ کی موعودہ اولاد میں سے کوئی بیٹا بھی سامری کی مماثلت کیلئے کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتا (۲) اسلئے کہ سامری کا واقعہ حضرت موسےٰؑ کے زمانہ حیات میں ہوا۔ لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں کہ آپ مثیل موسےٰؑ بھی ہیں بچے تھے جن کی محمودیت میں مولوی محمد احسن صاحب سے لیکر مولوی محمد علی تک سب کے سب رطب اللسان پائے جاتے تھے (۳) اس لئے وہ فتنہ کہ جس کی وجہ سے مولوی صاحب نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو سامری سے مشابہت دی وہ تین امور ہیں۔ (اول) نبوت مسیح موعودؑ جس کی مدت دراز تک مولوی محمد احسن اور مولوی محمد علی وغیرہ تقریراً تحریراً مصدق رہے۔ (دوسرے) مسئلہ کفر و اسلام جس کی رو سے مولوی صاحب تصدیق نبوت مسیح موعودؑ کے زمانہ تک برابر غیر احمدیوں کو کافر قرار دیتے رہے (تیسرے) مسئلہ خلافت جس کی مولوی صاحب حضرت خلیفۂ اول کے شروع عہد سے خلیفۂ ثانی کے ابتدائی ایام تک مصدق اور خلیفۂ ثانی کی تصدیق اور حمایت میں غیر مبایعین کو باغی اور آل فرعون قرار دینے والے رہے ✤

اب تعجب اور حیرت ہے کہ جن امور کی خود تصدیق کرتے رہے انہیں کو فتنہ قرار دے کر اپنے پہلے ہم عقیدہ انسان کو کہ جسے مدت دراز

تک ان عقائد کو وجہ سے راستی سمجھتے رہے - بعد میں محض نفسانیت کے ماتحت سامری کا مثیل قرار دینے لگے۔ اگر یہ امور سفر الواقع سامری بناتے ہیں۔ تو اس سے صرف حضرت صاحبزادہ صاحب ہی سامری نہیں بنتے بلکہ مولوی صاحب کے اس قاعدہ اور دستور کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ اول بھی اس زد کے نیچے آتے ہیں۔ والعیاذ باللہ من ذالک۔ بلکہ ان امور کی تصدیق کے زمانہ تک مولوی صاحب خود بذات شریف مع مولوی محمد علی سامری بنے رہے۔ پس چونکہ آپ سامری بنے اس لئے دوسروں کو بھی اس ناپاک مماثلت میں بمقتضاء ساء طبع قلبی شریک بنانا چاہا۔ والحق هذا من ذالك۔ (۴) اس لئے کہ مولوی صاحب نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنی تفسیر میں ایک طرف عجل یعنی گوسالہ سامری قرار دیا ہے۔ دوسری طرف سامری جس سے ان کے مختل الحواس ہونے کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ عجل یعنی گوسالہ سامری کی مماثلت کا واقعہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں لیکھرام سے پورا ہو چکا۔ جس سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی مماثلت کو کچھ بھی سروکار نہیں۔ پس اگر سامری اور اس کے گوسالا کے واقعہ کے لحاظ سے حضرت مسیح موعودؑ کے کسی زمانہ کو حضرت موسےٰ کے زمانہ سے مشابہت ہے تو وہ عجل جسدا لہ خوار کے الہام کی رو سے لیکھرام اور اس کی موت کے واقعہ سے پوری ہو چکی۔ اور ظہور میں آچکی۔ اور اگر مولوی صاحب کے نزدیک بقول ان کے حضرت خلیفۃ ثانی کو خلافت اور لوگوں سے بیعت لینے کا شوق تھا۔ تو یہ شوق گو واجعلنا للمتقین اماما کے ارشاد کی رو سے مذموم نہیں۔ بلکہ قابل تعریف ہے۔ لیکن تاہم اس کے متعلق حضرت خلیفۃ ثانی نے ایک شخص محمد عثمان صاحب کے اعتراضات کے جواب میں قسم کے ساتھ اس بات کی تردید فرمائی تھی جس کی تصدیق سے اس بغاوت کے زمانہ سے پہلے پہلے آپ کو کبھی اتفاق رہا۔ اور جس کی تصدیق کے لئے بعض شرائط مضیقہ کی بنا پر اب بھی کوئی صورت پیدا ہو سکتی ہے - ہاں اس مطلب کا حریص بیشک امیر البغاۃ ہے۔ اس سے خواہ سامری بناؤ خواہ یزید اور فرعون یہ تمہاری مرضی - مولوی صاحب کا خلیفۃ المسیح کے ڈلہوزی کے سفر سے سامری کی مشابہت اور مماثلت کا پہلو پیش کرنا - صدھا درجہ کی حماقت ہے - کیا علاج کیلئے تبدیل آب و ہوا کی غرض سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا شرعاً ممنوع ہے - کہ مولوی صاحب نے حضرت ممدوح پر یہ اعتراض کیا - جب منع نہیں تو اعتراض کیسا - اور اگر یہ اعتراض ہی ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پر حفظ صحت یا حصول صحت کیلئے نقل و حرکت کرنا سامری بنانا ہے - تو اس فتوے کے نیچے ذاتی زندگی کی حالتیں خود مولوی صاحب کا امروہہ سے لاہور آنا اور مولوی محمد علی کا لاہور سے کوہ مری ایبٹ آباد اور اس سال شملہ میں جانا نہیں کیا بنائے گا - کیا اس قاعدہ کے نیچے دونو صاحبان سامری بنینگے یا کچھ اور ؟

حملہ بر خود کردہ است آں سادہ مرد
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد

حضرت خلیفۃ ثانی کے کشوف

مولویصاحب کا یہ کہنا کہ وہاں کبھی جھوٹا دعوی کشف کا تھا۔ یہاں بھی یہی دعوی الہام وکشوف کاذبہ ہے - اس کے جواب میں عرض ہے - کہ مولوی صاحب کے کشوف اور الہام چونکہ اضغاث احلام کی طرح آپ پر محض بے حقیقت اور غلط ثابت ہونے سے جھوٹ ثابت ہوئے جس سے انہوں نے اپنے تئیں سامری کی مماثلت میں بتمام وکمال مشاہدہ کیا - اس لئے حسب مقولہ المرء یقیس علی نفسہ مولوی صاحب نے دوسروں کو بھی اپنے اوپر قیاس کرنا چاہا جو سراسر غلط اور خلاف واقع ہے - دنیا میں کون ہے - جو واقعات کی بنا پر حضرت خلیفۃ ثانی کے کسی الہام اور کشف کو غلط ثابت کر سکے - ایسا کوئی الہام یا کشف پیش تو کیا ہوتا جو جھوٹا ثابت ہوا ہو - عداوت اور شرارت سے غلط اور جھوٹا کہنے والوں سے تو کسی اولو العزم نبی اور رسول کے کشوف صافیہ اور الہامات صادقہ کی بھی تصدیق نہیں کی - بلکہ جس طرح سے ہو سکا سچ کو جھوٹ ہی بتلاتے رہے - لیکن امر واقعی کی بنا پر انصاف کی رو سے کوئی نہیں جو انہیں جھوٹا ثابت کر سکے - حضرت صاحبزادہ صاحب کے بعض کشوف اور الہامات کو بطور نمونہ پیش کرتا ہوں جو پورے ہو چکے ہیں - مثلاً آپ نے دیکھا کہ ایک محل ہے جس سے پرانی اینٹیں نکالی جا رہی ہیں - اور ان کی جگہ نئی تیار شدہ داخل کی جاتی ہیں - اور بہشتی مقبرہ کو دیکھا کہ وہ مشرق کی طرف منہ کئے ہوئے اینٹیں پاتھ رہے ہیں - اس محل کے متعلق آپ کو یہ تفہیم ہوئی - کہ یہ محل احمدی جماعت ہے - اور اس سے پرانی اینٹوں کا نکالا جانا - ان سے بعض کا اسلام سے ارتداد ہے - اور وہ پاتھنے والے خدا کے فرشتے ہیں - جو دلوں میں نیک تحریکوں کے ذریعہ سے لوگوں کو اسلام کیطرف متوجہ ہونے اور اس میں داخل ہونے کے لئے تیار کر رہے ہیں - اور آپ کو دکھائے جانے سے یہ مقصد تھا - کہ یہ واقعہ آپ کے ساتھ تعلق رکھنے سے آپ کے ذریعہ پورا ہونے والا ہے - چنانچہ جب آپکو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا تو یہ واقعہ جو ایک عرصہ دراز پہلے دکھایا گیا ٹھیک اسی طرح ظہور میں آیا جس طرح کہ آپ نے دیکھا - کہ آپکی خلافت کے انکار سے بہت سے لوگ جو محل احمدیت کی پرانی اور بوسیدہ اینٹیں تھیں مرتد ہو کر باہر نکل گئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ایک الہامی فقرہ سے بھی اس کی تصدیق اور تائید ہوتی ہے جو براہین حصہ پنجم کے صفحہ ۸۶ پر ہے - کہ کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائینگے اور کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے - پس مقام خوف ہے - اب اس رؤیا اور اس کے وقوع پر غور کرو - کیا یہ غلط اور جھوٹ ہے - یا واقعات کی تصدیق سے صحیح اور سچا ؟

اس کے علاوہ حضرت صاحبزادہ صاحب کا

ایک الہام ہے جو پیامیوں کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے
ولنمزقنّھم۔ کہ ان پیامیوں کی جمیعت کو توڑ
دیا جائیگا۔ سو بالکل اسی طرح وقوع میں آیا جیسا
کہ الہام میں خبر دی گئی۔ پیامیوں نے پہلے کئی
خلیفے بنائے سو چند روز میں ہی نہ خلفاء کو اپنی
خلافت کا اعتماد رہا نہ خلیفوں کو خلیفہ تسلیم کرنیوالوں
کو اور جس رئیس البغاۃ کو امیر بنایا گیا۔ وہ بھی برائے
نام امیر ہے جس کی امارت کا اثر قبول کرنے سے
خود اس کا نفس عاری ہے تو متعلقین عاری ہیں۔
صرف بت کی طرح ایک ڈھانچہ کھڑا کیا گیا ہے۔ عقائد
میں ایک دوسرے سے بالکل مخالف نظر آتا ہے۔
بعض مسیح کو بے پدر مانتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت
مسیح موعودؑ کا عقیدہ ہے۔ تو بعض حضرت
مسیح موعودؑ کے عقیدہ کے خلاف مسیح کی ماں کے
ساتھ اس کے باپ کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ
ان دنوں خود مولوی محمد علی صاحب نے اپنے پہلے
عقیدہ کو جو مسیح کے بے پدر ہونے کے متعلق
تھا۔ بدل کر اس کے باپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے
عقیدہ کے خلاف تسلیم کر لیا پھر بعض حدیثوں کے
منکر ہیں تو بعض کی مصدق۔ اسی طرح کسی کا کچھ مذہب
ہے تو کسی کا کچھ۔ علی العموم ان میں سے بعض کا
مذہب تو صرف [illegible] لئے اور اس کی اتباع اور بس
علاوہ اس کے پیامیوں کا یہ ایک اصول کہ وہ مولوی
محمد علی کو واجب الاطاعت امیر نہیں مانتے یہ وہ اصول
ہے جو سب پیامیوں کی جمیعت کو توڑنے والا
ہے کیونکہ واجب الاطاعت ہونے کی حیثیت
سے ہی جمیعت کا بہت بھاری ذریعہ ہے۔ اور
اگر یہ نہیں۔ تو افراد منتشرہ کی حقیقی جمیعت محال و
دشوار ہے۔ اور اگر تکلف اور تصنع سے بظاہر
جمیعت اور قومیت کا رنگ افراد میں دکھایا بھی
جائے تو بھی وہ تحسبھم جمیعًا وقلوبھم
شتّٰی کی حقیقت سے بڑھ کر نہیں۔ پس حضرت
مسیح موعود کا یہ الہام کئی پہلوؤں کے لحاظ سے سچا نکلا۔
[illegible] حج کو تشریف

لے گئے۔ ارض حجاز کے ایام سفر میں آپؓ کو
دکھایا گیا۔ کہ سارا جہان دھوآں دھار نظر آتا ہے
اور توپوں کی آوازیں ہر طرف سے سنائی دیتی ہیں۔
اس وقت خوف سا معلوم ہوتا ہے۔ جس پر
الہام ہوا۔ جس کا یہ مطلب تھا۔ کہ یہ جو کچھ ہو رہا
ہے۔ اس کا نتیجہ تمہارے لئے بہتر ہے۔
اسکے بعد آسمان کا مطلع صاف ہو گیا۔ اور اس پر نورانی اور
جلی خط سے کلمہ شریف لکھا ہوا دکھایا گیا۔ اس الہام اور
کشف کی تصدیق عالمگیر جنگ سے ظاہر ہے جس
کا نتیجہ حضرت مسیح موعودؑ کے فقرہ الہام "کہ بڑے
زور آور حملوں سے سچائی ظاہر کریگا" کے مطابق
فی الواقع سلسلہ احمدیہ کے حق میں انشاء اللہ بہتر
ہی ہوگا۔ سو الہام اور کشف کا ایک حصہ تو پورا ہو گیا
اور باقی کی انتظار کرنی چاہیئے۔

اسی طرح حضرت ممدوحؓ کے اور کئی کشوف
اور الہامات ہیں جن کا نہایت صفائی کے ساتھ
مصدق ظاہر ہوا ہے۔ اگر طوالت کا خیال نہ ہوتا تو
میں ان سب کا ذکر کرتا جس سے معلوم ہو جاتا۔
کہ مولوی احسن نے اتنا بوڑھا ہو کر کتنے بڑے
جھوٹ سے کام لیا کہ حضرت موصوف کے کشوف
صافیہ اور الہامات صادقہ کی جو واقعات کی تصدیق
سے بالکل سچے ثابت ہوئے۔ انہیں جھوٹا کیا۔
ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

لامساس کے اصل معنی اور ان کا حقیقی مصداق

پھر مولوی صاحب نے لکھا کہ بوقت
رخصت ہونے کے قادیان سے دوبارہ اعلان کیا
گیا جس کے بعینہ یہ الفاظ ہیں۔ کہ چونکہ مجھ کو تکلیف
ہے۔ اس لئے کوئی میرے قریب نہ آوے۔ اس
اعلان کے سن لینے کے بعد طبیعتیں کچھ ملول ہوئیں
یہی مضمون فتنہ موسوی زمانہ کی نسبت کشاف میں لکھا
زیر جملہ لامساس کے ہے۔ اسکے جواب میں یہ عرض
ہے۔ کہ تکلیف کی وجہ سے کسی مصلحت کے ماتحت
ایسا کرنا۔ اور لوگوں کو قریب آنے سے روکنا تا ہجوم
کی وجہ سے تکلیف نہ ہو۔ اگر یہ لامساس کے معنوں میں
ہو کر سامری کا مثیل بنتا ہے۔ تو خاکسار کے خیال
میں نہیں سمجھتا کہ مولوی صاحب بذات خود اور ایسا
ہی مولوی محمد علی وغیرہ صاحبان کتنی دفعہ لامساس
کے معنوں میں سامری بنے اور کتنی دفعہ اس کی اس
مماثلت سے حصہ لیا۔ افسوس کہ مولوی صاحب نے
ارذل عمر میں کیا کیا گل کھلائے اور لکیلا یعلم بعد
علم شیئا کی تصدیق کن کن پہلوؤں سے دکھائی۔

افسوس! بغض اور عداوت کی وجہ سے مولوی صاحب
کو وہ الفاظ جو آنحضرتؐ نے مرض الموت کے آخری
وقت میں تکلیف کی وجہ سے فرمائے وہ بھی بھول گئے
کیا انہیں آنحضرتؐ کا قوموا عنّی کے ارشاد
سے لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھانا اور دور کرنا۔
یاد نہیں رہا اور ولو انّھم صبروا حتّٰی تخرج
الیھم کی تعلیم جو آیت حجرات سے ثابت ہے۔
کیا اس سے بھی ذہول ہو گیا۔ پھر میں کہتا ہوں۔ کہ لامساس
کا یہ کہاں مطلب ہے جو حضرت صاحبزادہ صاحب
کے اس واقعہ مذکورہ پر چسپاں کیا گیا؟

لامساس کے متعلق تفسیر کبیر میں امام رازی یوں
فرماتے ہیں:۔

انّ المراد بقولہ لامساس المنع من ان
یخالط احدًا او یخالطہ احد وقال مقاتل
انّ موسیٰ علیہ السّلام اخرجہ من محلّۃ
بنی اسرائیل وقال لہ اخرج انت واھلک
فخرج طرید الی البراری۔ والمعنی انّی
اجعلک یا سامری فی المطرودیۃ بحیث
لو اردت ان تخبر غیرک عن حالک لم تقل
الّا انّہ لامساس۔

یعنی لامساس کا مطلب اور مراد یہ ہے۔ کہ وہ
نہ کسی سے ملے اور نہ کوئی اس سے ملے۔ اور مقاتل
نے کہا کہ موسیٰؑ نے اسے بنی اسرائیل کے محلہ
سے نکال دیا تھا۔ اور اسے کہا کہ تو اپنے اہل سمیت
یہاں سے نکل جا۔ پھر وہ جنگلوں کیطرف ایسی حالت

میں نکل گیا۔ کہ وہ مطرود تھا۔ پھر اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ سامری میں تجھے مطرودیت کی حالت میں چھوڑتا ہوں اس طرح کہ اگر تو اپنے حال سے کسی کو خبر دینی چاہے تو تو اپنی مطرودیت کی وجہ سے بجز اس کے نہ کہہ سکے کہ لامساس کہ میرا کوئی حال پرساں اور خبرگیری کرنیوالا نہیں۔۔ یا یہ۔ کہ تجھے کہنا ہوگا کہ مجھے موسیٰ کے سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں۔ تا تیری وجہ سے بنی اسرائیل سے پھر کوئی گوسالہ پرستی وغیرہ ضلالت میں مبتلا نہ ہو۔ اب ان معنوں کو حضرت صاحبزادہ صاحب [illegible] اور آپ سے ان کو کیا نسبت۔۔ البتہ یہ معنے مولوی صاحب پر چسپاں ہو سکتے ہیں۔ کہ آپ قادیان سے نکل کر مطرودیت کی حالت میں ذلت کے ساتھ ایسی جگہ میں جو صحاری الابحاری کے مشابہ ہے اوقات مصیبت کو کئی قسم کی حسرتوں سے گذر رہے ہیں اور مرض فالج کیوجہ سے ایک حصہ بدن کے بے حس و حرکت ہونے سے لامساس کے اصلی مصداق بنے ہوئے پھر اپنے ہم مشربوں کی معیت میں قادیان اور مسیح موعودؑ کے تعلقات سے علیحدگی اختیار کرنے سے لامساس کی حقیقت دکھا رہے ہیں تازہ اور زندہ نمونہ ہیں پھر حضرت صاحبزادہ صاحب کا سفر جو ڈلہوزی کیلئے تھا۔ اس سے بھی حضرت ممدوح کی حضرت موسیٰ سے مماثلت ثابت ہوتی ہے نہ سامری سے کیونکہ موسےؑ کا اپنی جماعت سے علیحدہ ہونا کوہ طور پر جانیکے لیے تھا جیسا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کا جماعت سے علیحدہ ہونا بھی کوہ ڈلہوزی کیلئے تھا۔ پھر سامری کو لامساس کے معنوں میں یہ موقع کہاں نصیب ہوا کہ اس کی علیحدگی کے وقت لوگوں کو ملال ہوا ہو اور اسکی جدائی کو ناپسند کیا گیا ہو۔ یہ تو نبیوں اور ان کے برگزیدہ خلفاء کی شان ہے۔ کہ الف بین قلوبکم کی شان کی ماتحت ان کے اثر الفت کی وجہ سے طبائع کو ان جدائی سے سخت تکلیف اور ملال ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت صاحبزادہ کی عارضی مفارقت پر ہوا پھر سامری تو ہمیشہ کے لیے جنگلوں میں نکالا گیا۔ جس کی تازہ مثال آج مولوی صاحب موصوف امروہہ اور سرائے اور صحرائے میں دکھا رہے ہیں۔ لیکن حضرت صاحبزادہ صاحب کا پہاڑ پر جانا تو حضرت موسیٰؑ کی طرح چند ہفتوں کے لیے تھا۔ اس کے بعد آپ با مراجعت فرمائے قادیان مقدس ہوئے

لیکن مولوی محمدؐ احسن صاحب ہیں کہ قادیان مقدس سے جب سے نکلے سامری کی طرح اب غالباً نہیں آنے کے۔ اب ان صورتوں اور ان حالتوں کے ہوتے ہوئے ایک ایسے شخص کا جو خود بنا ہوا سامری کا مجسم اور مماثلت میں اس کی زندہ مثال ہے۔ اس کا حضرت صاحبزادہ صاحب کو الہام یأتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ سے سامری ثابت کرنا کس قدر بعید از صدق اور دور از صواب ہے۔

سامری کون ہے

ہاں اس الہام سے اگر یہ مطلب نکالا جاتا کہ خواجہ سامری ہے۔ اور دنیا کا مال اور درہم و دینار کہ جس کی تحصیل کی غرض سے حضرت مسیح موعودؑ کا نام سم قاتل قرار دیا گیا وہ گوسالہ سامری اور مولوی محمد احسن اور مولوی محمد علی وغیرہ اس گوسالہ کے پوجاری ہیں تو بیشک یہ ایسی بات تھی جو واقعات کی تصدیق سے بالکل حق اور قابل تسلیم تھی لیکن یأتی علیک زمن کمثل زمن موسیٰ کے الہام سے تو ایک عظیم الشان نشان صداقت کیطرف اشارہ کیا گیا۔ کہ جس طرح موسیٰؑ پر ایک زمانہ آیا کہ اسکا دشمن فرعون بمع لشکر اس کے مقابلہ میں ہلاک کیا گیا۔ اسی طرح وہ شخص جو فرعون کی طرح آپکے مقابلہ میں آئیگا وہ ہلاک کیا جائیگا جیسا کہ الٰہی بخش مصنف عصائے موسیٰ جسے موسیٰ ہونے کا دعوی تھا اور جو اصل میں فرعون کی حقیقت میں پیش ہوا حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے ہلاک کیا گیا جیسا کہ اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب حقیقۃ الوحی میں مفصل تحریر فرمایا۔ اور اپنے اس الہام کو کہ "ایک موسیٰ ہے میں اس کو ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اس کو عزت دونگا" بھی اسی تفصیل و قصہ میں ذکر کیا امید ہے۔ کہ مولوی صاحب اپنی ارذل عمر کا لحاظ فرماتے ہوئے آئندہ احتیاط سے قلم کو منہ میں لینگے۔ اور بہتر تو یہ ہے کہ مولوی صاحب قرآنی ارشاد لایعلم بعد علم شیئاً کے وعید کا پاس فرماتے ہوئے آئندہ قلم کو توڑ کر رکھ دیں کیونکہ موجودہ حالت کی تحریر تو آپ کی شان علم اور عزت کیلئے موجب زوال اور باعث وبال ہے۔

پچھلے چند دنوں کی بات ہے کہ مولوی صاحب نے مبائعین کی جماعت کو غالی قرار دیکر انہیں للکارا اور حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا کی تغلیط پر پڑا زور مارا چنانچہ آپ نے ۲۴ مارچ ۱۹۱۶ء کے پیغام میں "کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو" کی سرخی کے ماتحت ایک مضمون لکھا اور اس کے شروع میں ہی رقمطراز ہوئے کہ "غالیوں نے حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا کو اپنی نادانی سے متمسک بنا گردان لیا ہے حالانکہ بخاری شریف میں تو ابن ابی اوفیٰ سے روایت ہے رأیت ابراھیم ابن النبی صلعم قال مات صغیراً و لو قضی ان یکون بعد محمد صلعم نبی عاش ابنہ ولکن لا نبی بعدہ۔ اے غالیو! اب بھی مانوگے یا نہیں کہ بعد خاتم النبیین کوئی نبی سچا بحکم قضا و قدر ہونیکا ہی نہیں"

اب اس بوڑھے ارذل عمر حواس باختہ انسان سے کوئی پوچھے کہ غالیوں نے تو حدیث پیش کی جو آنحضرتؐ کے الفاظ ہیں اور آنحضرتؐ کے الفاظ کے مقابل تو کس کا قول پیش کر رہا ہے ابن ابی اوفیٰ کا اور کیا ابن ابی اوفیٰ کا قول اس قابل ہے کہ آنحضرتؐ کی حدیث پر اسے مقدم کیا جائے یا اس کی خاطر آنحضرتؐ کی حدیث کو ترک کر دیا جائے۔ اب بتاؤ مضمون کی سرخی کے خلاف نبی کی حدیث کو چھوڑنے والے تم بنے یا ہم۔ پھر اس سے غالی کون ہوا۔ تم یا ہم مبائعین۔

اور اگر آپ کے نزدیک ابن اوفیٰ کی روایت حدیث نبوی ہے تو ہم مولوی صاحب کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب ان الفاظ حدیث کو صحیح بخاری سے دکھائیں اور اگر نہ دکھا سکیں تو خدا کیلئے اپنی جان پر رحم کریں۔ اور ایسی سواد مذلت سے اپنے ہاتھوں سے اپنے منہ کو سیاہ نہ کریں۔ کیونکہ آگے ہی

خسر الدنیا والآخرۃ کا خسران آپ کے لئے کچھ کم خسران نہیں۔ اور نہ ہی خلافت حقہ کا انکار اور اس کی جناب میں [illegible] مظلم کے سوا میں منہ کو سیاہ کر دینے میں کچھ باقی کسر چھوڑنے والی ہے۔ کیا مبارک ہو کہ اب بھی آپ کے طلوع بیدار ہوں تب توبہ کرتے ہوئے حضرت خلافت مآب کے باب رحمت اور عتبہ عالیہ پر حاضر ہو کر [illegible] ہیں اور مافات کی تلافی و تدارک کے لئے کوئی بہترین موقع پیدا کریں۔ خدا آپ پر رحم فرماوے۔ فقط

کسی احمدی کو نہیں محروم رہنا چاہیئے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتاب حقیقۃ الرؤیا کے مطالعہ سے جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ کیونکہ ہمیں حضور نے الہام کشف اور رؤیا اور خواب کے مضمون کی تعبیر کے متعلق حضور کا ارشاد ہے کہ میرے خیال میں اس مضمون کو سمجھے بغیر بہت کم لوگ ابتلاؤں و ٹھوکروں سے بچ سکتے ہیں" نہایت فصاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے پس احباب کو چاہیئے کہ اپنے خوابوں کی حقیقت معلوم کرنے اور ابتلاؤں سے بچنے کیلئے ضرور اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ جو عمدہ لکھائی چھپائی کیساتھ عمدہ سفید کاغذ پر شائع ہوئی ہے حجم سوا سو صفحہ قیمت ۱۰/

قبولیت دعا کے طریق

اس رسالہ میں دعا کے قبول ہونے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ایسے طریق بتائے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے دعائیں قبول ہو سکتی ہیں۔ بے شمار اصحاب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اب دوسری دفعہ یہ رسالہ شائع ہوا ہے۔ قیمت ۳/

صداقت مسیح موعودؑ

جناب حافظ روشن علی صاحب فاضل کی صداقت مسیح موعودؑ اور وفات مسیح پر ایک زبردست تقریر ہے۔ جو اس قدر مفید اور مقبول ہوئی ہے کہ بعض احباب نے اسے حفظ کر لیا ہے۔ قیمت ۲/

اجناس خوردنی کی گرانی

گورنمنٹ کی انسدادی تدابیر

اجناس خوردنی کی روز افزوں گرانی سے عوام الناس سخت تشویش میں مبتلا تھے۔ کہ قحط کی مشکلات کا کس طرح مقابلہ کیا جائیگا۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال تھا۔ کہ ملک میں اناج کی غیر معمولی قلت کے باعث گرانی ہے مگر یہ خیال درست نہیں۔ چنانچہ گورنمنٹ ہند کامل تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ ملک میں اناج کی ایسی کمی نہیں جیسے کہ لوگوں کا خیال ہے۔ مثلاً برہما میں چاول کے کثیر ذخائر موجود ہیں۔ اور ہندوستان کے بہت سے حصوں میں اناج کا اتنا کافی ذخیرہ ہے کہ دیگر مقامات کی ضروریات بھی پوری ہو سکتی ہیں اس لحاظ سے مسئلہ قحط محض باربرداری کی دشواریوں کی وجہ سے زیادہ تشویش انگیز معلوم ہوتا ہے چونکہ جنگی ضرورت کے لئے جہازوں اور ریلوے گاڑیوں میں بہت کم گنجائش رہ گئی ہے اس لئے یہ سوال بآسانی حل نہیں ہو سکتا۔ لیکن گورنمنٹ نے جو تدابیر اختیار کی ہیں ان سے تمام مشکلات جلدی رفع ہو جائینگی۔

گورنمنٹ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ گیہوں کی مزید خریداری کو بند کر دیا جائے۔ اب صرف اس قدر گیہوں خریدا جائیگا جو جنگی ضروریات کے لئے نہایت ناگزیر ہو۔ عراق عرب کے سوا یہ گیہوں ہندوستان سے باہر نہیں بھیجا جائیگا گورنمنٹ اس ضروری خرید کو بھی محدود کرنے کی فکر میں ہے۔ دیگر اجناس کی برآمد کے متعلق بھی خاص انتظام کیا جائیگا۔ ان تدابیر سے مقصود یہ ہے کہ جس جگہ اناج ضروریات مقامی سے زائد ہو وہاں کا غلہ ان علاقوں میں بھیجا جائے جہاں خاطر خواہ فصل نہیں ہوئی۔ آئندہ گورنمنٹ ہند مقامی گورنمنٹوں سے مشورہ کرنے کے بعد فیصلہ کیا کریگی۔ کہ وقتاً فوقتاً اناج کی کتنی مقدار باربرداری کے لئے موجود ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ کس نرخ پر خریدی جا سکتی ہے۔ گورنمنٹ نے ایک خاص افسر اس غرض سے مقرر کیا ہے۔ جو اجناس خوردنی کا کمشنر ہوگا اور اناج کی خریداری میں گورنمنٹ کی امداد کریگا اور بعد ازاں ڈائرکٹر آف سپلائی کے مشورے کے مطابق قحط زدہ علاقوں میں وہ اناج بھیجا جائیگا۔

یہ اناج عوام الناس کے پاس فروخت ہونے کیلئے ان دکانداروں کو دیا جائیگا۔ جو اجناس کے بہم رسانی کے لئے ڈائرکٹر سے لائسنس حاصل کرینگے مقامی افسر بھی یہ لائسنس جاری کر سکتے ہیں۔ ایسے لائسنس کا عطیہ اور اجرا اس شرط پر مبنی ہوگا کہ دکاندار سرکاری نرخ کے مطابق اناج فروخت کرے۔ مقامی گورنمنٹوں کو اختیار ہوگا۔ کہ غلہ کے فروخت کے لئے میونسپل کمیٹی کے زیر نگرانی دکانیں کھولنے کا انتظام کریں جہاں ہر کس و ناکس مقررہ قیمت پر اناج بآسانی خرید سکے۔

گیہوں چاول اور بعد ازاں دیگر اجناس کی باربرداری کے لئے جو لائسنس دئے جائینگے۔ وہ صرف اس غلہ کے متعلق ہوں گے۔ جو فوڈ کمشنر کی وساطت سے خرید کیا گیا ہو اس تجویز سے یہ مقصود ہے کہ جہاں غلہ کی قلت ہو وہاں غلہ بآسانی پہنچ سکے۔ ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ کے لئے اناج کی خریداری اور باربرداری کا انتظام اجناس خوردنی کے افسر اعلیٰ یعنی کمشنر فوڈ کے سپرد ہوگا حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل کی طرف سے اس عہدہ پر مسٹر ایچ۔ ایم۔ ایس۔ گورسی سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ مامور کئے گئے ہیں۔ صاحب موصوف مالی تجربہ رکھنے کے علاوہ ۱۹۱۵-۱۶ء میں گیہوں کی بہم رسانی کا انتظام کر چکے ہیں۔ آپ یہ کام یکم نومبر سے شروع کرائیں گے۔ اور امید ہے کہ گورنمنٹ کی سکیم پر حتی الامکان جلد ہی عملدرآمد کیا جائے گا۔

گرنتھ صاحب جلائے جانیکے متعلق سرکاری اطلاع

کچھ عرصہ سے اخبارات میں یہ خبر شائع ہو رہی ہے - کہ بقر عید کے دن موضع گداری تھانہ سوہاوہ ضلع جہلم کے مسلمانوں نے ملکر وہاں کی دھرم سالہ میں گرو گرنتھ صاحب کو جلا دیا - لوکل گورنمنٹ نے اس کے متعلق تحقیقات کی ہے اور حسب ذیل کمیونیک کو عوام الناس کی اطلاع کے لئے شائع کیا ہے :-

۱۸ر ستمبر ۱۹۱۸ء کو دوپہر کے وقت موضع گداری کے دو کھتری سکھوں مسمیان مکھن سنگھ و لال سنگھ نے تھانہ سوہاوہ میں آکر رپورٹ کی کہ کل رات کے دس گیارہ بجے جب وہ دیگر کھتریوں کے ہمراہ دھرم سالہ میں کیرتن کر رہے تھے گاؤں کے گکھڑ مسلمانوں نے آکر انہیں گانے سے منع کیا جب انہوں نے پرواہ نہ کی تو باہمی تنازعہ شروع ہو گیا سکھوں پر حملہ کیا - اور گرو گرنتھ صاحب کو مع دیگر کتابوں اور دو سو نقد روپیہ کے اٹھا کر لے گئے - مستذکرہ بالا رپورٹ میں یہ بھی لکھوایا - کہ مسلمان دھرم سالہ کا سارا سامان لے گئے ہیں ؞

جب یہ بیان قلمبند ہو رہا تھا تو اس کے دوران میں دو مسلمان گکھڑوں نے آکر تھانہ میں یہ رپورٹ کی کہ شام کو جب مسلمان نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں جمع ہوئے اور امام مسجد اذان دینے لگا - تو ایک کھتری نے اپنے مکان کی چھت پر جاکر ڈھول بجانا شروع کردیا - اور ساتھ ہی مکھن سنگھ اور لال سنگھ نے کھڑتالوں سے شور برپا کردیا - بعض مسلمان اس پر معترض ہوئے لیکن انہوں نے ان کی درخواست کا جواب گالی میں دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپس میں مارپیٹ تک نوبت پہنچ گئی - ان مسلمانوں نے رپورٹ کے دوران میں بیان کیا کہ باہمی مارپیٹ کے علاوہ اور کسی قسم کا شر انگیز تنازعہ نہیں ہوا - اور دھرم سالہ کی لوٹ کے متعلق سکھوں کا بیان قطعاً غلط ہے ؞

ان رپورٹوں کے قلمبند ہو چکنے کے بعد اس تھانہ کے ہندو سب انسپکٹر نے فوراً تحقیقات شروع کر دی اور گداری میں جاکر اپنا اطمینان کر لیا - کہ گرو گرنتھ کی بے حرمتی کی رپورٹ بالکل مصنوعی ہے - گکھڑوں نے صرف کھتریوں سے نماز کے وقت شور بند کرنے کی درخواست کی تھی جس سے مارپیٹ تک نوبت پہنچی - لیکن کسی قسم کا خوفناک دنگہ فساد برپا نہیں ہوا - نہ ہی کسی قسم کی لوٹ ہوئی - گرو گرنتھ صاحب کی بے حرمتی کے الزام کی مزید تردید سب انسپکٹر تھانہ ڈیناہ کے بیان سے ہوتی ہے - ۱۰ر ستمبر کو تھانہ ڈیناہ میں مکھن سنگھ کے لڑکے نے رپورٹ دی - کہ موضع دھوک بدھیاں میں اس کی دوکان میں نقب لگی ہے - اور چند کپڑا چرا کر لے گئے ہیں - رپورٹ کنندہ نے گداری کے چند مسلمان گکھڑوں پر شبہ کیا - کہ وہی اس نقب کے ذمہ دار ہیں - اور کہا کہ اس کے والد مکھن سنگھ کا مکان بھی جو بطور دھرم سالہ استعمال کیا جاتا تھا - لوٹا گیا ہے - اس رپورٹ پر تھانہ دار ڈیناہ نے معاملہ کی تفتیش کی اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ مکھن سنگھ کے بیٹے کا بیان از سر تا پا جھوٹ ہے - بعد ازاں تھانہ دار مذکور گداری میں آیا - اور تھانہ دار سوہاوہ سے ملکر اس معاملہ کی چھان بین کی - ان کی مشترکہ تحقیقات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا - کہ مکھن سنگھ اور اس کے لڑکے نے صرف گکھڑوں کو مقدمہ میں پھنسانے کی غرض سے سراپا غلط بیان تھانہ میں قلمبند کرایا - اور چوری اور گرو گرنتھ صاحب کی بے حرمتی کے متعلق بالکل بعید از صداقت داستان وضع کی - اخبارات میں گرو گرنتھ صاحب کے جلائے جانیکے متعلق جو خبریں شائع ہوئی ہیں وہ حقیقت میں بالکل بے بنیاد ہیں ؞

امید ہے کہ سکھ اخبارات اس غلط بیانی کی پورے زور کے ساتھ تردید کر دینگے جس کی بڑے زور سے انہوں نے تشہیر کی تھی ؞

وبائی نزلہ کے متعلق ہدایات

جو وبا ہندوستان کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی ہے - اسے وبائی نزلہ کہتے ہیں - اس مرض میں ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر مبتلا ہے - مفصلہ ذیل ہدایات اس وقت بہت کارآمد ثابت ہوئی ہیں اسلئے اب بھی ان پر کاربند ہونا مفید ہوگا :-

۱- حفظ ماتقدم -

کھلی ہوا میں رہو - اور مریضوں سے پرہیز کرو -
سوتے وقت کھڑکیاں کھلی رکھو -
بھیڑ میں شامل ہونے سے احتراز کرو -
اعتدال اور تندرستی کے تمام اصولوں پر کاربند رہو -

۲- بیماری کی علامات -

یہ بیماری درد سر اور بخار سے شروع ہوتی ہے - کمر جسم کی ہڈیاں اور تمام اعضاء میں درد ہوتا ہے - آنکھوں اور ناک سے پانی بہتا ہے - گلے میں درد ہوتا ہے - اور اکثر کھانسی بھی اٹھتی ہے -

۳- علاج -

مریض کو بحالت بیماری بستر میں گرم رہنا چاہئیے - خوراک سوا دودھ اور شوربے کے اور کچھ نہ دینا چاہئیے - بخار کی وجہ سے خوراک میں کمی نہیں کرنی چاہئیے - گلے ہوئے چاول دینا چنداں ضرر رساں نہیں بشرطیکہ پیچش یا اسہال کی شکایت نہ ہو - بحالت بخار سرد پانی سے غسل کرنا خطرناک ہے -

اس مرض کا معمولی حملہ خطرناک نہیں ہوتا - خطرہ اس وقت ہوتا ہے - جب بیماری پیچیدہ ہو جائے - اگر مندرجہ بالا ہدایات پر عمل کیا جائے - تو بیماری کے پیچیدہ ہونیکا امکان نہیں ہوتا -

خاص خطرہ اس وقت ہے جب نمونیا ہو جائے سانس کا جلدی جلدی آنا سینے میں درد ہونا - مسلسل کھانسی کا اٹھنا - تھوک میں خون کی آمیزش ہونا اس کی علامات ہیں -

اس حالت میں مریض کو احتیاط سے بستر میں رکھنا چاہئیے ؞

ڈاکٹر کی امداد کی اس حالت میں ضرورت ہے ؞

ہنگامۂ یورپ

آسٹریا نے بھی صلح کرلی

لنڈن ۳ نومبر ۹ بجکر ۵۵ منٹ محکمۂ جنگ نے اخبارات سے اعلان کیا ہے کہ مسٹر لائیڈ جارج نے پیرس سے ڈاؤننگ سٹریٹ کو اس مضمون کا ٹیلیفون کیا ہے۔ کہ آسٹریا ہنگری بھی جو جرمنی کی آخری حلیف تھی۔ لڑائی سے دست بردار ہو گیا۔ اور جنرل ڈیاز نے اتوار کی سہ پہر کو عارضی صلح نامہ پر دستخط کر دئے ہیں جس پر دوشنبہ کے تین بجے سے کام شروع ہوگا۔

ٹرکی اور صلح

لنڈن یکم نومبر۔ مسٹر بارنس نے دوران تقریر میں ظاہر کیا۔ کہ ٹرکی کے ساتھ عارضی صلح اس سے پیشتر ہی ہوگئی ہوتی۔ ہم نے ٹرکی سے گفت و شنید کا سلسلہ دو ہفتہ قبل ہی شروع کر دیا ہوتا مگر ہمیں جلدی کی اس وجہ سے ضرورت نہ تھی۔ کہ ہم حلب پر قبضہ کر لینا چاہتے تھے جو ایک مجوزہ عرب حکومت کا صدر مقام قرار پائیگا۔ مسٹر بارنس نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ ہم چند عرصہ تک جنگی جہاز درہ دانیال کے دہانہ پر جمع کرتے رہے اور اگر وہ ابھی درہ دانیال میں داخل نہیں ہوئے تو بہت جلد ہو جائینگے۔ اور اب کوئی چیز ہمارے بیڑے کو ڈینیوب میں داخل ہو کر جرمنی کے عقبی دروازہ پر پہنچنے سے نہیں روک سکتی۔

ٹرکی میں بدامنی

لنڈن ۲ نومبر۔ ہیگ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ قسطنطنیہ اور تمام ٹرکی میں خانہ جنگی کا زور ہے سینکڑوں ہزاروں مفرور سپاہی ڈاکہ اور رہزنی پر گزارہ کر رہے ہیں۔

ترکوں کی غیر مشروط اطاعت

لنڈن یکم نومبر۔ ریوٹر کو اطلاع ملی ہے۔ کہ ترکی عارضی صلح کی شرائط میں مکمل اور غیر مشروط اطاعت شامل ہے اور فوجی طاقتوں کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ جس مقام پر چاہیں قبضہ کر سکتے ہیں علاقوں کی از سرِنو ترتیب کا سوال صلح کی کانفرنس پر چھوڑا گیا ہے لیکن آزاد شدہ آبادیوں پر ترکی حکومت کی ہر ایک تجویز کو سخت ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائیگا۔

آسٹریا اور اٹلی

لنڈن یکم نومبر۔ اطالوی افسروں نے ۳۰ اکتوبر کو خط جنگ میں آسٹریا کے ایک وفد کو آنے کی اجازت دی۔ تاکہ صلح کی ابتدائی گفتگو شروع کی جاسکے۔

شاہ بلغاریہ کی کنارہ کشی

لنڈن ۲ نومبر۔ کوپن ہیگن برلن کا ایک پیغام مظہر ہے کہ بلغاریہ کا شاہ بورس تخت حکومت سے دست بردار ہو گیا ہے اور مقام ٹرنووا میں موسیو سٹیکی کے ماتحت ایک دہقانی حکومت قائم کی گئی ہے۔

برطانیہ کے پاس قیدی

لنڈن ۳۰ اکتوبر۔ مسٹر [illegible] نے دارالعوام میں بیان کیا۔ کہ برطانیہ عظمیٰ نے آغاز جنگ سے تین لاکھ ستائیس ہزار چار سو ۷۰ جنگجو قیدی گرفتار کئے ہیں جن میں دو لاکھ چونسٹھ ہزار دو سو بیالیس صرف جرمن ہیں۔

آسٹریا اور اٹلی کی عارضی صلح

لنڈن ۳ نومبر۔ ۸ بجکر ۲۰ منٹ شب۔ ایک بے تار برقی آسٹرین سرکاری اعلان وائنا ۳ نومبر مظہر ہے۔ کہ اطالوی میدان جنگ میں عارضی صلح کی بنا پر ہماری افواج نے لڑائی بند کر دی ہے۔

ایک لاکھ قیدی گرفتار کئے گئے

لنڈن ۳ نومبر۔ ۷ بجکر ۸ منٹ شام۔ ایک اطالوی سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ساتویں فوج نے جنگ میں شریک ہو کر سلا ڈیل ٹونیل میں دشمن کے استحکامات کو توڑ ڈالا اور وادی سر مگلیہ میں پیشقدمی کر رہی ہے اور اس نے ویلاریٹ کو عبور کرکے پاسوڈیو کے شمال کیطرف کولسانو پر قبضہ کر لیا ہے۔ دیگر افواج بدستور ناقابل مزاحمت طور پر پیش قدمی کر رہی ہیں۔ قیدیوں کی تعداد اب ایک لاکھ ہے۔ اور ۲۲۰۰ سے زیادہ توپیں چھینی گئی ہیں۔

اٹلی میں مظاہرے

لنڈن ۴ نومبر۔ روما۔ ٹرینٹ۔ اور ٹریسٹ کے آزاد کرائے جانیکی خبر کی وجہ سے اٹلی کے تمام شہروں میں از خود مظاہرے ہوئے۔ ایک بھاری جلوس بنایا گیا۔ جو پایۂ تخت تک گیا۔ جہاں تاریخی گھنٹہ بجایا گیا۔

شہنشاہ آسٹریا اور تخت سے دست برداری

لنڈن ۴ نومبر۔ کوپن ہیگن اخبار ٹیگبلاٹ کا نامہ نگار مقیم ویانا مظہر ہے کہ ۲ نومبر کو شہنشاہ نے وزارت کے ممبران اور پارٹی لیڈران سے مشورہ کیا۔ اور اعلان کیا کہ اس نے تخت سے دست بردار ہو گئے۔ اور سوئٹزرلینڈ کو چلے جانے کا فیصلہ کیا ہے۔

ناظرین الفضل کو ضروری اطلاع

آج کل جبکہ بیماری کیوجہ سے ایسے اخبارات بھی کہ جن کے عملے بڑے بڑے ہیں اپنی اشاعت کو باقاعدہ اور پورے حجم کے ساتھ جاری نہیں رکھ سکے تو ممکن نہ تھا۔ کہ قادیان ایسے قصبہ سے شائع ہونیوالے اخبارات پر کوئی اثر نہ پڑتا جن کے عملے بہت محدود اور انتظامی مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ یہی وجہ ہوئی کہ اخبار الفضل اور دوسرے معاصرین چند دن تک شائع نہ ہو سکے۔ الفضل کے شائع کرنے کی ہر چند کوشش کی گئی اور یہ خدا کا فضل تھا۔ کہ خاکسار ایڈیٹر کام کرنے کے قابل تھا اور باوجود اس کے کہ اپنے متعلقین کے بیمار ہونیکی وجہ سے گھر چلے جانے کے اکیلا بھی اخبار کے چلانے کی کوشش کر سکتا تھا لیکن ایک طرف مینیجر صاحب علاوہ دوسرے درکن مشین مین کے بیمار ہو جانے کیوجہ سے مطبع بند ہوگیا۔ اور اخبار شائع نہ ہو سکا اب جبکہ مطبع کا انتظام کیا گیا۔ اور خدا خدا کر کے اخبار چھپنا شروع ہوا تو کاتب الفضل اپنی بیوی کے سخت بیمار ہو جانیکی وجہ سے گھر چلا گیا اور یہ پرچہ بڑی مشکل سے دوسرے کاتبوں سے لکھوا کر شائع کیا جا رہا ہے تاحال مینیجر صاحب بھی واپس نہیں آسکے ان حالات میں اگر الفضل کی لکھائی چھپائی اور تصحیح عمدگی سے نہ ہو سکے تو احباب معذور سمجھیں اور دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ ہر قسم کی مشکلات کو دور کر دے اور عملہ الفضل کو اپنی خدمات بجا لانے کی توفیق بخشے۔

خاکسار۔ ایڈیٹر الفضل۔